لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مَا كَانَ مُحَمَّد'' اَبَآ اَحَدٍ مّنْ رِجَالِكُمْ وَ لَكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ اَلنَّبِيّن (سورۃ الاحزاب - ۴۰) ترجمہ۔ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰه اَنَا خَاتَمُ النَّبِينَ لا نَبِّى بَعدِىْ (ترمزی جلد ۲، ابواب الفتن، باب مأ ء لا تقوم السا عته حتى يخرج) ترجمہ۔ رسول اللہ نے فرمایا 'میں نبیوں کا خاتم میرے بعد کوئی، کسی بھی قسم کا نبی نہیں'

بُلِٹِن نومبر ۱۹۹۹ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے شاخ)

دار السلام، ۱۵ سٹینلے ایونیو، ویمبلے، یو کے، ایچ اے ۰ - ۹ جے کیو

فون نمبر 0181 542 2024/ 0181 903 2689 / 0181 900 2348

نومبر میٹنگ

السلام علیکم۔

آپ سے درخواست ہے کہ جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں۔

جائے وقوع:۔ دار السلام

تاریخ:۔ ۷نومبر ۱۹۹۹ء

وقت:۔ ۳ بجے سہ پہر

موضوع:۔ ۱:۷-۱؛ ۶:۶۰-۵۱؛
۷۱:۲۰-۱۰؛ ۲۸

تاثیرِ دُعا

لفظ دُعا جو کہ اس مضمون کے نام میں استعمال کیا گیا ہے اُس کا مطلب مبہم ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں لفظ دُعا میں نماز کو شامل نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ سب سے بڑی دُعا نماز خود ہے۔ نماز کا اصل نام تو صلوۃ ہے۔ دُعا اور نماز یا صلوۃ کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ اُس وقت جب کہ نماز طالب (یعنی انسان) اور مطلوب (یعنی خدا) کے درمیان ایک ایسا رنگ اختیار کر لے کہ نماز پڑھتے وقت انسان خدا کے علاوہ دوسری ہر چیز کو بھول جائے اور اُس کے سامنے صرف خدا ہی خدا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اور ایسے انسان کے درمیان ایک تعلق پیدا ہوتا ہے۔ جب یہ رشتہ قائم ہو جائے تو پھر ہی خدا اپنے ایسے بندے کی زیادہ تر دُعائیں قبول فرماتا ہے۔

اگر آپ کو یہ تعلق پیدا کرنا ہے تو پھر آپ کو اپنی نماز اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھنے سے بہت پہلے شروع کرنی ہوگی۔ آپ کی نماز اُسی وقت شروع ہو جائے گی جس وقت آپ کے کان میں اذان کی آواز آئے گی۔ صبح سویرے جب آپ کو یہ آواز آئے تو آپ کے ذہن میں فوراً یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کی معیت کسی دوسرے کی معیت سے یا بستر کے آرام سے بہتر ہے۔ جب دوپہر کو یہ ہی آواز آئے تو آپ کا دِل فوراً کہے کہ اللہ تعالیٰ کی جستجو کسی بھی مادی چیز کی جستجو سے بہتر ہے اور آپ دنیاوی فائدوں کی امید چھوڑ کر روحانی ترقی کی طرف چل دیں۔ عصر اور مغرب کے وقت بھی اذان سُن کر آپ کا دِل یہ ہی کہے۔ یہاں تک کہ رات کو جب آپ تھک ہار کر گھر پہنچیں تو آپ کو راحت اور آرام ٹی وی اور بیوی بچوں کی صحبت میں نہیں لیکن خدا کی صحبت میں ملے۔ صبح سے شام تک آپ کو یاد دھانی کروائی جاتی ہے کہ '' اَشْهَدُ اَنْ لّاَاِلَهَ اِلّا اللّٰهُ'' یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ کوئی بھی چیز ماسوٰا اللہ تعالیٰ مقصود زندگی نہیں ہونی چاہیے۔ اور مزید یہ کہ '' اَشْهَدُ اَنْ مُحَمْدً ارَّسُوْلُ اللّٰهِ''یعنی دیکھو محمد ﷺ کی طرف جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی تمناؤں کا محور بنایا اور دین اور دنیا دونوں میں کتنی عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں۔ اور آپ کو اس بات کی یاد دھانی بھی کروائی جاتی ہے کہ دنیا کے دھندے چھوڑ دو اسلئے کہ جس چیز کی طرف تمہیں بُلایا جا رہا ہے اُس میں ہی اصل فائدہ ہے۔

اذان آپ کے دِل پر جو اثر کرتی ہے وہ اس چیز کا معیار ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے درمیان کیا تعلق ہے۔ یہ اُس تعلق کو قائم کرنے کی طرف پہلا قدم ہے۔ ہمارے بیوی بچے ہمیں آواز دیں تو ہم سارے کام چھوڑ کر بھاگتے ہیں اور جب تک ہم اُن کے پاس پہنچ نہ جائیں ہمیں بے چینی لگی رہتی ہے۔ تو کیا مؤزن کی آواز کو آپ کے دِل میں اس سے بڑھ کر بے چینی نہیں پیدا کرنی چاہیے! خدا تعالیٰ آپ کو بُلا رہا ہے اور آپ دنیا کے کاموں میں ایسے مصروف و مشغول ہیں کہ کوئی پرواہ ہی نہیں۔ جیسا کہ نماز کوئی بڑا معمولی سا غیر اہم سا کام ہے جو کبھی وقت ہوا تو ہو جائے گا!

اذان کے بعد وضو آتا ہے۔ وضو کا مقصد یہ نہیں کہ آپ بھاگتے بھاگتے آئیں اور پانی کے چند چھینٹے منہ پر ڈال کر ہاتھ باندھ لیں۔ وضو ظاہری اور باطنی دونو طرح کی طہارت ہے۔ جب آپ منہ کے اندر پانی ڈالتے ہیں تو ایک لمحے کے لیئے ذرا سوچیں کہ کیا آپ نے اس زبان سے کوئی گُناہ کیا ہے۔ کوئی

جھوٹ بولا ہے، کسی کی غیبت کی ہے، کسی کو بے ایمانی پر ابھارا ہے۔ چہرے پر پانی ڈالیں تو سوچیں کہ کیا آپ کی آنکھوں نے کسی پر بُری نظر ڈالی ہے، کیا آپ نے اِن آنکھوں سے کوئی ایسی چیز دیکھنے کی کوشش کی ہے جو مناسب نہ تھی۔ کیا آپ نے کوئی ظلم ہوتے دیکھا اور دیکھ کر کیا آپ نے اُس ظلم کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی یا نہیں۔

اِسی طرح اپنے کانوں کا مُحاسبہ کریں۔ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کا محاسبہ کریں۔ کیا آپ کے ہاتھوں نے کوئی ظلم کیا؟ کیا آپ کے پاؤں آپ کو کسی ایسی جگہ لے گئے جہاں گناہ ہو رہا تھا۔ یہ محاسبہ کرتے کرتے جب آپ کی فطرت اللہ تعالیٰ کے احکام کی غلام ہو جائے تو پھر اُس سے آپ کا تعلق قائم ہوگا۔ خدا تعالیٰ تو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہمارے نزدیک ہے لیکن ہمیں وہ ڈھونڈے کیوں نہیں ملتا؟ کہیں ہم اندھے اور بہرے تو نہیں ہو گئے کہ وہ ہمارے سامنے ہے لیکن ہمیں نظر نہیں آتا۔ وہ ہمیں آواز دیتا ہے لیکن ہمیں سُنائی نہیں دیتا۔ اذان کا مقصد ہمارے ذہنوں سے مادی خیالات نکال کر ہمارے خیالات کو خدا تعالیٰ کی طرف لگانا ہے۔ وضو کا مقصد ہمارے جسموں سے دنیاوی گندگی دھونا ہے۔ کیا خوب فرمایا رحمتہ العالمین ﷺ نے کہ کیا کوئی شخص جو دریا کے کنارے رہے اور ہر روز پانچ مرتبہ اچھی طرح نہائے گندا رہ سکتا ہے؟ اِس طرح باطنی اور روحانی طہارت کے بعد، خدا کے ہو کر آپ نماز کے قابل ہوتے ہیں اور پھر نماز میں آپ اپنے دوست کے سامنے اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ آپ دوبارہ یہ غلطیاں نہیں کریں گے۔

حضرت مسیح موعود سے پوچھا گیا کہ انسان کو کس طرح پتہ چلے کہ اُس کی نماز واقعی خدا کے لیئے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح ایک نشہ کرنے والا نشے کے بغیر نہیں رہ سکتا اسی طرح جب تم نماز کے بغیر نہ رہ سکو تو پھر تمہاری نماز خدا کو پانے کے لیئے ہے۔ اور جب تم اللہ تعالیٰ کی معیت کے بغیر رہ نہ سکو تو پھر تم خدا کے ولی اور دوست بن جاؤ گے۔ اِس کے بعد نہ تمہیں غم چھوئے گا اور نہ ہی ڈر۔ اللہ تعالیٰ تو سب ہی کی آواز سُنتا ہے لیکن وہ اپنے دوستوں کی آواز زیادہ سُنتا ہے۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی ہر دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ جب دُعا قبول نہ ہو تو چند چیزیں یاد رکھیں۔

پہلی بات تو یہ کہ صلوۃ کا مقصد آپ کے دِل میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنا ہے کہ آپ ہر چیز میں خدا تعالیٰ پر انحصار کریں اور دنیا کی مصلحتیں آپ پر اثر انداز نہ ہوں۔ خدا پر سچ انحصار کرنے سے انسان غم وحزن اور خوف سے نجات پا لیتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے۔ آپ ایک پمفلٹ ڈاک سے بھیجنے کے لیئے لفافوں میں ڈال رہے تھے۔ ڈالتے ڈالتے ایک مُخالف کا نام آ گیا۔ اُس کے نام لفافے میں پمفلٹ ڈالتے ہوئے حضرت صاحب کے ذہن میں ایک اور نکتہ آ گیا۔ آپ نے اُسی وقت وہ کاغذ پر لکھ کر پمفلٹ کے ساتھ وہ کاغذ بھی لفافے میں ڈال دیا۔ پمفلٹ سستی ڈاک سے جانے تھے لیکن یہ لفافہ بھی دوسرے لفافوں کے ساتھ مل گیا اور سہو سے سستی ڈاک چلا گیا۔ مُخالف نے خط ملتے ہی پولیس میں رپورٹ درج کروا دی کہ مرزا غلام احمد نے سستی ڈاک کی سہولت استعمال کر کے ایک ذاتی خط بھیجا ہے۔ ڈاکخانے والوں نے حضرت مرزا صاحب پر مقدمہ بنا دیا اور جرم ثابت ہونے کی سزا جیل میں قید تھی۔ وکیلوں کا کہنا تھا کہ شکایت کرنے والا حضرت صاحب کے مشہور مخالفین میں سے تھا اس لیئے اگر حضرت صاحب عدالت میں یہ کہہ دیں کہ انہوں نے خط لفافے میں نہیں ڈالا تو کوئی عدالت بھی اُنہیں سزا نہ دے گی۔ حضرت مسیح موعود نے صاف عدالت کے سامنے جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ایک وکیل نے کہا کہ اگر آپ کو سزا ہو گئی تو دنیا لعن طعن کرے گی۔ جواب میں حضرت مرزا صاحب نے جو فرمایا وہ سنہرے حروف میں لکھا جانا چاہیے۔ آپ نے فرمایا ''تو کیا دنیا کی لعنتوں سے ڈر کر میں خدا کی لعنت اپنے اوپر لے لوں۔ اگر سچ بولنے کی وجہ سے لوگ مجھے چھوڑ جائیں گے تو چھوڑ دیں، میرا محافظ میرا خدا ہے اِن کے بدلے وہ مجھے ایک ایسی جماعت دے گا جس کا ایمان اتنا کمزور نہ ہوگا'' اور اس خدا نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ عدالت نے حضرت صاحب کو باعزت بری کر دیا۔

دُعا کی قبولیت یا نہ قبول ہونے کی مثال اس طرح لے لیں۔ اگر آپ بیمار ہوتے ہیں اور دوا سے آپ کو آرام نہیں آتا تو آپ کیا کرتے ہیں؟ کیا آپ دوا چھوڑ دیتے ہیں یا دوا کی خوراک زیادہ کر دیتے ہیں؟ اگر آپ کی دُعائیں نہیں سنی جاتی تو اور زیادہ دُعائیں مانگیں، شدت سے دُعائیں مانگیں، لمبی لمبی دُعائیں مانگیں۔ کوشش کریں کہ آپ کی نمازیں اور زیادہ سنوار کر پڑھی جائیں لیکن ہمت نہ ہاریں۔ اگر آپ کی دُعا سنی نہیں بھی جاتی تو خدا تعالیٰ آپ کو جواب ضرور دے گا۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ ہمارا علم صرف ماضی اور حال کے حالات تک محدود ہے لیکن خدا تعالیٰ کو زمان و مکان میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔ جو کچھ وہ جانتا ہے ہم نہیں جان سکتے۔ سو اگر ہمیں یہ محسوس بھی ہو کہ ہماری دُعا سنی نہیں گئی تو ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا پر رضامند ہونا چاہیے۔ اس لیئے کہ وہی جانتا ہے کہ ہماری بہتری کس بات میں ہے۔

اگر ہمیں خدا سے سچا پیار ہے تو اُس کی کسی بھی بات پر ہمیں شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارے بیوی بچے، ہمارے رشتہ دار، وغیرہ ہماری مرضی کے خلاف کیا کچھ نہیں کرتے۔ کیا ہم اُنہیں چھوڑ دیتے ہیں یا صبر سے اُن کی باتیں برداشت کرتے ہیں۔ تو کیا خدا تعالیٰ کے لیئے ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے!

حضرت ایوب نے ہمارے لیئے کیا عظیم الشان مثال قائم کی۔ کہاوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے شیطان کو کہا کہ ایوب کو دیکھ وہ میرا کیسا فرمانبردار بندہ ہے۔ تو شیطان نے کہا کیوں نہ ہو، اُسے تو نے سب کچھ تو دے رکھا ہے۔ تو خدا نے فرمایا میں نے تجھے ایوب کے اثر و رسوخ اور جاہ و جلال پر طاقت دی۔ شیطان نے ایسی چال چلی کہ حضرت ایوب کا اثر و رسوخ جاتا رہا۔ خدا تعالیٰ نے پھر شیطان کو کہا کہ ایوب کو دیکھ وہ میرا کیسا فرمانبردار بندہ ہے۔ تو شیطان نے کہا کیوں نہ ہو، اب بھی اُس کے پاس دولت تو ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا میں نے تجھے ایوب کی دولت پر طاقت دی۔ اور حضرت ایوب کی ساری دولت جاتی رہی۔ کرتے کرتے حضرت ایوب سب کچھ کھو بیٹھے۔ نہ شان و شوکت رہی، نہ دولت، نہ صحت، نہ دوست و احباب۔ ایک دن جب حضرت ایوب شدید تکلیف میں تھے تو آپ کی اہلیہ رُو پڑیں اور درخواست کی کہ دُعا کریں کہ یہ تکلیفیں دور ہو جائیں۔ یہ سُن کر حضرت ایوب غصہ میں آ گئے اور فرمایا کہ عورت تو مجھے چھوڑ کر چلی کیوں نہیں جاتی۔ بیوی بولی کہ میں تو آپ کی بیوی ہوں میں آپ کو چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہوں۔ حضرت ایوب نے فرمایا کہ جتنا صدق و وفا تم نے دکھایا ہے اور جس طرح تم نے بلا شکایت میری خدمت کی ہے کیا خدا کا میرے پر اتنا حق بھی نہیں۔ وہ میرا مولیٰ ہے اُس کا حق ہے جو چاہے کرے لیکن بندگی کا تقاضا ہے کہ میرے منہ سے اُف تک نہ نکلے۔ خدا تعالیٰ نے پھر شیطان کو کہا ایوب کو دیکھ وہ میرا کیسا فرمانبردار بندہ ہے اور شیطان لاجواب ہو گیا۔

یہ وہ بُلندی ہے جہاں ہمیں پہنچنا ہے اور جہاں پہنچنے والوں کو وہ اپنے ولی کہتا ہے اور اُن کی مُرادیں پوری کرتا ہے۔ سُو عزیز دُعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہمت اور طاقت دے کہ ہم دنیا کو چھوڑ کر صرف اُس کے ہو جائیں۔